طالب علم نے دیا کہ اوس جواب کو تمام علمای حرمین شریفین و
مہاجرین مقلد و غیر مقلد سب نے پسند فرمایا اور آپ سے جب
اوس طالب علم نے کہا کہ آپ چلو علمای مکہ کے پاس او آپ نہ گیے
اور آپ نے غصہ فرمایا اوس بیگناہ پر اور سخت کلامی کی جس نے
رمی جمار کو واجب ثابت کیا اوس دن سے عدم تقلید آپ کی
کسی شخص معین کے آئمہ اربعہ میں سے صاف معلوم ہو گئی اور اس
تحریر سے بھی آپ کی صاف ظاہر ہے کہ آپ مقلد امام ابوحنیفہ کے
نہیں ہیں کہ ثبوت اوسکا آپ کی تحریر سے ہے اور اسیوجہ سے کہ آپکو
تقلید کسی شخص معین کی پسند نہیں ہے ملاحظہ کتابوں کا نہیں فرماتے
ہیں صا ئیے کہ جو لوگ واجب اور قریب بواجب
ہونے زیارت قبر آنحضرت صلعم کی قائل ہوتے ہیں اون سب کی
دلیل سے حدیث ہے جس میں لفظ جفانی کا ہے یا اور کوئی حدیث
بھی اونکی دلیل ہے لفظ ہوگی کا لکھنا جس سے خود آپ کو یقین نہیں ہے
یہ بعید از عقل ہے جناب من رمی جمار کو ہی سبب سے آپ نے سنت

فرمایا اور خوب لڑے غصے ہو ہو کر اور طعن کیا حنفیون پر کہ آپ کو
علم اسکا ہرگز ہرگز نہ تھا کہ بالاجماع رمی جمار واجب ہے اور زمانہ
آنحضرت صلعم سے اسوقت تک ترک رمی جمار سے دم لازم آتا ہے
اور یہ نہین ہوتا مگر ترک واجب مین رمی جمار کا سنت ہونا آج تک
کسی نے نہین فرمایا اور یہ ویسا ہی اجتہاد ہے جیسا کہ جناب
سید احمد خانصاحب بہادر کی سی آئی کا غلام اور لونڈی کے
مسئلے مین ہے وہ فرماتے ہین کہ سارے سے بارہ سو برس بعد
یہ بات مجکو سوجھی اور کہتے ہین کہ اجماع متاخر رافع ہوتا ہے اجماع
متقدم کا اور متاخرین مین ابتدا کرنے والا جناب ہے وہ مین ہون
اوسیطرح سے اس رمی جمار کے وجوب اجماعی کو جو آنحضرت صلعم کے
زمانے سے آج تک واجب ٹھہرا ہوا ہے اوسکو سنت کرنے والے
اور رافع اجماع متقدم کی بابت رمی جمار کے آپ ہین صرف دو
روایتین بالفصل نقل کرتا ہون اپنے ثبوت مین ح وعلی ان رمی الجمرات
الثلاث فی ایام التشریق بعد الزوال کل جمرۃ بسبع حصیات واجب

وقال ابن الماجشون رمی جمرۃ العقبۃ من ارکان الحج لا یحلل احد من الحج الا بالاتیان بہ ہذا ما وجدتہ من مسائل الاجماع والاتفاق الائمۃ الاربعۃ میزان شعرانی +

الاحرام من المیقات والرمی واجبان متفق علیہما متن الایضاح للنووی

دوسرا استفسار یہ ہے

کہ آپ نے صفحہ ۶ مین لکھا ہے کہ جو لوگ حج بیت اللہ سے مشرف ہوے اور بسبب عذر معقول کے زیارت قبر رسول اللہ صلعم سے بہرہ اندوز نہونے پاوے اور داغ حسرت اور حرمان اپنے ساتھ لاوے اور پہر بشرط استطاعت ارادہ مصمم زیارت حرمین شریفین کا کرتی ہین الخ یہ خدا ے تعالی کو معلوم ہوگا کہ آپکا ارادہ حقیقت مین مدینہ شریف مین جانے کا زیارت قبر آنحضرت صلعم کے لیے ہی یا نہین کسلیے کہ ظاہر ہے کہ جبکہ کعبۃ اللہ سے جانا آپکا آسان تہا اور کفیل خرچ بلا طلب آیندہ آپ کا اور آپکے ہمراہیون کا کوئی شخص ہوتا تہا اور شرط جاتے رہنے نوکری کے کہ وہ شخص خود

لیے جاتا تھا خود نوکر رکھ لیتا یا اور کمین نوکر کر دسکتا تھا اور
مثل عمدہ لوگوں کے سواری بھی دستیاب ہوتی تھی اور مولوی محمد
صاحب مہاجر مکہ نے بھی بہت سمجھایا حالانکہ وہ غیر مقلد تھے کہ آپ مدینے
کو جائیے آپ نے فرمایا احادیث ضعیف ہیں اونہوں نے کہا کہ
قوی حدیث کوئی منع میں نہیں ہے اسواسطے عمل ضعیف پر جائز
ہے اور بہت لوگوں نے سمجھایا اور آپ نہ گئے اور اپنے ساتھ اور
بہت لوگوں کو جنہوں نے آپ کا اعتبار کیا بلا عذر معقول لوٹا لائے
اور رضا نامی محمد خان زمزمی کے نوکر نے کہا تھا کہ دیکھو مدینہ
شریف کو نہیں جاتے ہو تو مدینے سے لوگ جاکر لوٹ آوینگے
تب تک نہ جانیوالے مدینہ منورہ کے گھر تک نہ پہونچینگے اوسپر ایک
مہربان نے آپ سے جاکر کہا آپ نے اوسکا ذکر مجھسے کیا اور پھر
وہی خدا نے کیا کہ مدینہ منورہ کے جانے والے لوٹ کر اپنے گھر
پہونچ گئے آپ کے جہاز کو خدا نے بلا او مصیبت میں گرفتار
کیا کہ جو مصیبت آپ نے اوٹھائی وہ خوب آپ جانتے ہیں

اب جانے کا ارادہ شاید ہو خدا کو علم ہے یا یہ لوگوں کی طعنہ زنی
کے دفعیہ کیواسطے ہے کہ ہم بھی جائینگے ہمکو اس سے سروکار
نہیں استفسار یہ ہے کہ آپ نے استحباب ثابت کیا ان حدیثوں
ذیل سے عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن
زيارة القبور فزوروها رواه مسلم وعن ابی هريرة قال زار النبی
صلى الله عليه وسلم قبر امه فبكى وابكى من حوله فقال استاذنت ربی
فی ان استغفر لها فلم يؤذن لی واستاذنته فی ان ازور قبرها
فاذن لی فزوروا القبور فانها تذكر الموت رواه مسلم
اور یہی حدیثیں شد رحال کے لئے مثل مکہ و اجمیر وغیرہ کے
جانے کے لیے دلیلیں ہیں دیکھو رسالہ مولوی احمد رضا
خان صاحب وغیرہ کا تو آیا عقیدہ آپ کا جیسا کہ ان دلیل
لانے والوں کا ہے شد رحال میں بدلیل انہیں حدیثوں کے
ایسا ہی آپ کا ہے یا نہیں اگر شد رحال میں اون سے آپ کے
نزدیک نہیں تو یہ دلیل آپ کی مستحب ہونے زیارت قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شدرحال سے ہرگز نہیں
ہوسکتی اور آپکا کہنا باستطاعت ارادہ مصمم زیارت حرمین
شریفین کا رکھتے ہیں اور بسبب عذر معقول کے زیارت قبر
آنحضرت صلعم سے بہرہ اندوز نہونے پائے یہ محض اسطے لوگون کے
معتقد کرنے کیلئے ہے اور اگر شدرحال میں مثل اون صاحبون کے
آپ موافقت کرتے ہیں تو جنکو آپ اہل بدعت کہتے ہیں اور
شدرحال مثل مکن پور و اجمیر وغیرہ کو منع کرتے ہیں تو ایسے ہی
اہل بدعت میں آپ بہی شمار ہونگے۔ فقط
اور میں کہتا ہون کہ جب آپ کی دلیل حدیثون مذکورہ بالا سے
قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحب کے ثواب میں مثل
عام قبرون کے زیارت میں ٹہر چکی تو پہر جو قبر کہ جناب
پادری صاحب کی مدرسے کے احاطے میں یا اون کے نزدیک
ہووے اوسکی زیارت کرکے مستحب کا ثواب حاصل کر لیجے
بقول اپنے مذکورہ بالا آپکے یہ لکہنا کہ پہر ارادہ ہے بالکل لغو ہے فقط

رد جوابات مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مدرس مشن اسکول پادری صاحب متعلقہ مسئلہ رمی جمار وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل سورۃ البقرۃ علی من فی الحج رمی
والصلوۃ علی رسولہ الذی ما ینطق عن الھوی وامر بان رمی
بوحی الیہ یوحی وعلی الہ واصحابہ الذین اللہ اصطفی

اما بعد واضح ہو کہ مستفسر کو جواب امور متعلقہ استفسار اول میں کئی وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ مجیب نے محل نزاع کو بدل دیا ہے اصل نزاع وجوب رمی اور ادر عدم وجوب میں تھا نہ قوت و ضعف دلیل میں دوم آیت کریمہ واذکروا اللہ فی ایام

معہودات الا ہے کی دلیل رمی ہونیکا انکار کچہہ مستفسر کا خلاف نہیں
بلکہ خلاف ہے اہل تفسیر کا تفسیر نیشا پوری مین مرقوم ہے واذکروا
اللہ ای بالتکبیر فی ادبار الصلوات وعند الجمار یکبر مع کل
حصاة وفیہ دلیل علی وجوب الرمی لان الامر بالتکبیر امر بالذی
یتوقف التکبیر علی حضورہ وانما اخیر ہذا النسک لانہم ما کانوا
منکرین للرمی وانما کانوا یترکون ذکر اللہ تعالی عندہ
سوم مستفسر نے آیت کو ساتھ تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی کہ آپ نے مورد آیت مین رمی کا امر فرمایا ہے دلیل وجوب
رمی کروانا ہے سوا اس دلیل کا ضعف نہ معلوم کہ جناب مجیب کیونکر
سمجھتے ہین حدیث بخاری ومسلم وغیرہما مین آیا ہے عن عبد اللہ
بن مسعود انہ انتہی الی الجمرة الکبری فجعل البیت عن یسارہ ومنی
یمینہ ورمی بسبع حصیات یکبر مع کل حصاة ثم قال ہکذا
رمی الذی انزلت علیہ سورة البقرة

لمعات شرح مشکوٰۃ میں مرقوم ہے انما خصہا ای سورۃ البقرۃ

بالذکر لان مناسک الحج مذکورۃ فیہا واما ما قیل خصت

لانہا التی ذکر فیہا الرمی قال الشیخ ولم اعرف موضع ذکر الرمی

فیہا قلت لعل الاشارۃ الی ذکر الرمی فی قولہ واذکروا اللہ فی ایام

معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ فان الرمی فی

تلک الایام وینبئ عنہ اول حدیثی عائشۃ فی الفصل الثانی

حدیث ترمذی اور دارمی میں آیا ہے عن عائشۃ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم قال انما جعل رمی الجمار والسعی بین الصفا والمروۃ

لاقامۃ ذکر اللہ تعالیٰ چہارم بالفرض آیت دلیل ضعیف ہی ہو

جیسا کہ زعم مجیب ہے تو صرف آیت کی دلیل ضعیف ہونے سے

عموماً دلیل وجوب رمی کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا ہے کیا جناب

مجیب سنت اور اجماع اور قیاس کو دلیل نہیں جانتے ہیں اور

اگر جناب مجیب سب ادلہ وجوب رمی کو ضعیف فرماتے ہیں تو

لازم یون تھا کہ اول اون دلائل کو ذکر کرتے پھر اونکا ضعف
ظاہر کرتے سو جناب مجیب نے سواے آیت کے کوئی دلیل ذکر نہین
کی تا قوت یا ضعف اوسکا سمجھا جاے پنجم جبکہ جناب مجیب استدلال
آیت سے وجوب پر صحیح نہین جانتے ہین تو ضعیف کہنا اوسکو کیا
معنی رکھتا ہے اس وقت مین اوسکی دلیل ہونیکی نفی کرنا چاہیے تھی
نہ اوسکو دلیل ضعیف کہنا ششم جناب مجیب ابن ماجشون اور
بعض الناس کے قول کو جو مبطل اجماع سمجھتے ہین تو ہمین دو وجہ سے
بحث ہے اول یہ کہ خلاف ابن ماجشون اور بعض الناس کا بعصر انعقاد
اجماع ثابت کرنا چاہیے کہ خلاف مجتہد مانع انعقاد اجماع وقت انعقاد
اجماع ہوتا ہے نہ بعد منعقد ہوجانے اجماع کے دوسرے یہ ثابت کرنا چاہیے
کہ ابن ماجشون اور بعض الناس اون لوگون مین سے ہین کہ جنکے خلاف
یا وفاق کا اجماع مین عدماً یا وجوداً اعتبار ہے اور خلاف واحد کا
مانع ہونا مانند خلاف اکثر کے مشروط باین شروط ہے اور خلاف حضرت عائشہ

۵ دیکھو ما بعض الناس کا قول بجواب مجیب معترض سمجھے تاین مین نمبر ۹ وغیرہ کا وجوب ہر سال مین ہی سمجھے ہوسکے کیونکہ المعانی البدیعہ مین رد ع کے دعوی بعض الناس کی پہچان ... یعنی بعض ناس سکے تر چھکے جواب مسئلہ حج وغیرہ ہر سال مین ۱۲ × رفعت علی

کا اول بسند معتبر ثابت کرنا چاہیے پھر بفرض صحت وہ خلاف قبل از
انعقاد اجماع ہی اور خلاف متقدم رافع اجماع متاخر نہین ہو سکتا ہی
قولہ صفحہ ۳ مین جناب ممدوح حرم شریف مین قبل بحث کے فرما چکے تھے
کہ رمی جمار امام شافعی کے نزدیک سنت ہی الخ **اقول** اس نقل مین
مستفسر نے یہ کہا تھا کہ بعض شافعیہ نے رمی کو سنت لکھا ہی لیکن دم
اوسکے ترک پر لازم کیا ہی اور مراد اونکی اس سے نفی رکنیت ہی نہ نفی وجوب
پس سنیت منافی وجوب نہین ہی کنز المطالب مین مناسک خلیل سے
منقول ہی الثانی الواجبات لیس بارکان ویعبر عنہا بعضہم بالسنن
الموکدۃ یاثم بترک احدھا فیلزم الدم پس صحت دونو
قول مستفسر کی ظاہر ہی اب پانچ دلیلین وجوب رمی کی خدمت مجیب مین عرض
ہین **دلیل اول** حدیث مسلم اور ابی داؤد اور نسائی کی جابر رضی اللہ عنہ سے
کہ یقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرمی علی
راحلتہ یوم النحر ویقول لتاخذوا مناسککم فانی لا ادری

لعلی لا احج بعد حجتی هذه دلیل دوسری حدیث نسائی اور ترمذی کی

عن جابر قال افاض رسول الله صلعم وعلیه السکینة وامرهم

بالسکینة واوضع فی وادی محسر وامرهم ان یرموا الجمرة بمثل حصی

الخذف دلیل تیسری حدیث مسلم اور نسائی اور احمد کی عن الفضل

بن عباس وکان ردیف النبی صلی الله علیه وسلم قال فی عشیة

عرفة وغداة جمع للناس حین دفعوا علیکم السکینة وهو کاف

ناقته حتی دخل محسرا وهو من منی وقال علیکم بحصی الخذف الذی

ترمی به الجمرة وقال لم یزل رسول الله صلعم یلبی حتی رمی الجمرة

چوتھی دلیل حدیث طبرانی کی معجم اوسط مین عن ابن عمر ان رسول الله

صلعم قال ما اتی محسرا علیکم بحصی الخذف پانچوین دلیل حدیث

ابن عدی کی کامل مین عن ابن عباس یحدث عن العباس

بن عبد المطلب انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول علیکم بحصی الخذف

پہلی حدیث مین مر فرمانا آنحضرت صلی الله علیه وسلم کا ساتھ رمی جمار کے

اور دوسری حدیث مین صیغہ امر کا اور اصل امر مین وجوب ہی نزدیک
جمہور کے یہانتک کہ ثابت ہو عدم وجوب کسی دلیل اور سے جیسا کہ کتب اصول
مین مصرح ہی اور اوسکے بعد کی حدیثون مین صیغہ علیکم کا آیا ہی اور وہ بھی واسطے
وجوب کے ہی مگر یہ کہ عدم وجوب ثابت ہو کسی دوسری دلیل سی اور علاوہ اسکے
مداومت آنحضرت اور صحابہ رضی جاریہ احادیث مستفیضہ ثابت ہی اور قرطبی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی ان الاصل فی افعال الصلوٰۃ والحج
الوجوب الا ما خرج بدلیل کما ذہب الیہ اہل الظاہر وحکی
عن الشافعی انتہی اور نیل الاوطار مین مرقوم ہی وقد مر منا ان افعال الحج
واقوالہ الظاہر فیہا الوجوب الا ما خرج بدلیل کما قالت الظاہریۃ
وہو الحق جناب مجیب بعد ملاحظہ ان دلائل کے ازراہ مہربانی ارکان
اور واجبات حج اور نماز کو جو اونکے نزدیک دلیل قوی سے ثابت ہون
بالاستیعاب ارشاد فرمائین اور اگر کسی رکن یا واجب کو بدلیل قوی ثابت
نہ سمجھتے ہون تو یہی فرما دین قولہ صفحہ ۵ مین اول یہ کہ لفظ ہوگی تو کمال

احتیاط پر دلالت کرتا ہی اقول جس حالت مین کہ جناب مجیب کے
نزدیک وجوب یا قریب بوجوب کے لیے اور دلیل ہونیکا احتمال قائم تھا چنانچہ بیان
اسکا اقرار ہی قول وجوب یا قریب بوجوب کو جزماً ضعیف کہدینا کیونکر
درست ہوا پس مستفسر کا مقصود یہ ہے کہ حکم ضعف یقین ہے۔ احتیاطی کرنا
اور اقامت دلیل ضعف مین احتیاط کو کام فرمانا بعید از عقل ہی کہ اذا
جاء الاحتمال بطل الاستدلال قضیہ مشہورہ ہی قولہ صفحہ ۵ مین دوم یہ کہ
صفحہ ۵ مین جناب مستفسر صاحب نے لکھا ہی الخ اقول مستفسر علم خدا تعالیٰ کا حق
مطابق واقع جانتا ہی لیکن اوسکو علم اسکا نہین کہ آپکا ارادہ حقیقت مین
مدینہ شریف جانیکا زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی یا نہین
اس صورت مین اوسکو کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ علم اللہ تعالیٰ کا ساتھ کس ارادے
کے ہی آیا ساتھ ارادہ جانیکے ہی یا ارادہ نجانیکے پس شک مستفسر کا حاشا کہ خدا تعالیٰ
کے علیم ہونے مین اس کلام سے پایا جاتا ہو محل شک ہونا متعلق علم کا کہ آپکا
ارادہ جانیکا یا نجانیکا ہی ظاہر ہی پس استعمال لفظ ہو گا کلام مستفسر مین بمقتضائے

عقل ہی بخلاف لفظ ہو گی کے کلام مجیب مین کہ بعید از عقل ہے
جیسا کہ معلوم ہو چکا **قولہ صفحہ ۵** مین اول یہ کہ اوپر معلوم ہوا کہ
رمی جمار بعض کے نزدیک رکن ہے الخ **اقول** ان بعض کا
قول مخالف اجماع ہے اور اوسکو صلاحیت رفع اجماع نہین
جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا اور دونون مقدمہ باجماع ثابت ہین
اور اجماع دلیل شرعی ہے شرح رسالہ ابی زید مالکی مین مرقوم
ہے ولا خلاف فی وجوبہ الدم مع الفوات ای فوات الرمی
اور علاوہ اسکے رمی مامور بہ ہے جیسا کہ اوپر حدیث نسائی
اور ترمذی سے گذر چکا پس رمی نسک ٹھہری فان النسک ما امر
بالشریعۃ جیسا کہ نہایہ جزری مین ہے اور ہدایہ مین ہے
قال علیہ الصلوۃ والسلام ان اول نسکنا ھذا ان نرمی ثم نذبح ثم
نحلق او نقصر اور موطائی امام مالک مین ہے عن ابن
عباس کان یقول من نسی من نسکہ شیئا او ترکہ فلیہرق دما

اور دربارہ حج مراد مستفسر اور فقہاء کے واجب سے یہی ہے
کہ اسکے ترک سے دم لازم آتا ہے **قولہ** صفحہ ۶ مین یہ بات
غلط ہے کیونکہ فتح الباری شرح صحیح البخاری مین مصرح
ہے کہ مالکیہ سنت کی طرف گئے ہین **اقول** اوپر معلوم ہو چکا
کہ مراد سنت کہنے والونکی سنت سے وجوب ہے ورنہ عامہ
کتب مالکیہ موجود ہین اوس مین وجوب رمی مرقوم ہے چنانچہ
شیخ عدوی نے حاشیہ شرح رسالہ ابی زید مالکی مین لکھا ہے

له
المندوب الرمی حین الوصول واما ذات الرمی فهو واجب

اور علامہ دردیر نے شرح مختصر خلیل مالکی مین لکھا ہے ورمی ع
بنفسہ وجوبا اور علامہ دسوقی نے حاشیہ شرح دردیر مین لکھا ہے

له
واجباتهما هي ما يطلب الاتيان بها فان ترك شيئا منها لزمه دم

كطواف القدوم والتلبية ورمي العقبة

وغیر ذلك اور مناسک ابن جماعہ مین مرقوم ہے وعند

المالكيه ان ارکان الحج اربعة الاحرام والوقوف
والطواف والسعي والواجبات المجبورة بالدم ان يجاوز
الميقات والتلبيه في الجملة وطواف القدوم والسعي
لغير المراهق وركعتا الطواف والوقوف مع الامام قبل الذ
مع التمكن ونزول مزدلفة ليلة النحر ورمي كل حصاة من
الجمار اور ابن حجر مکی نے تحفہ مین لکھا ہے
ورمی وجوبا بلاخلاف اور شیخ عمیرہ نے حاشیہ شرح
منہاج محلی مین لکھا ہے واما الرمی وهو واجب اتفاقا
جواب امور متعلقہ استفسار دوم مین جو مجیب کو انکار اسکا ہے
کہ مجھے کسی دوسرے نے مستفسر کیجانب سے تذکرہ اس
کا نہین کیا اور جو میرے ساتھ لوٹ آئے ہین اونکو مین نے
نہین لوٹایا سو مستفسر کو اسمین بحث کرنا اور اسکا ظاہر کرنا منظور
نہین کہ فلان کس نے مستفسر کی طرف سے تذکرہ اس امر کا

کیا اور فلان فلان کس لوٹے آنے والون نے بیان کیا کہ ہمکو
مجیب نے لوٹا یا **قولہ** صفحہ ۵ مین اولاً مسئلہ شد رحال بنفسہا
ایک مسئلہ معرکۃ الآرا ہے اور اس فقیر کو بالفعل بحث مسئلہ زیارت
ورمی جمار در پیش ہے الخ **اقول** مجیب کو اقرار ہے در پیش
ہونے بحث زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور زیارت
قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو جو مدینہ شریف اور اوسکے
قریب کے رہنے والے نہین بدون شد رحال کے نصیب
ہونا ممکن نہین پس بحث شد رحال موقوف علیہ زیارت کو
علیحدہ بحث زیارت سے قرار دینا اور زیارت مین بحث کرنا
اور بحث شد رحال سے اوسکو مسئلہ معرکۃ الآرا کہکے گریز
کرنا اور پھر مستفسر سے اوسیکو جسکو وہ استفسار کرتا ہے استفسار
کرنا عجیب بات ہے مستفسر نے جو شد رحال کیا اور مشرف
بزیارت قبر مبارک ہوا اوسکے پاس بفضلہ تعالے ایسے

دلائل ہین کہ اون پر انشاء اللہ تعالے کوئی محذور وارد
نہین ہوسکتا ہے لیکن اس وقت کہ مجیب سے استفسار
درپیش ہے بیان کرنا اونکا منظور نہین پس جناب مجیب
صاف تحریر فرمائین کہ دلیل شد رحال اونکے پاس آیا
یہی احادیث ہین جو اونکے زعم مین ضعیف لائق احتجاج نہین
اور نفس زیارت کے ثبوت مین اونکو کافی نہین سمجھتے ہین
یا حدیث فزوروہا اور شق ثانی درمیان شد رحال مدینہ شریفہ
کے واسطے زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور شد رحال
کلکتہ اور بہرائچ اور اجمیر کے بنا بر زیارت قبور اولیا کے
مابہ الامتیاز کیا ہے اور کسی حیلے سے اسکی جوابدہی سے
اعراض نفرمائین **قولہ** صفحہ ، مین اور دلیل افضلیت کی وہ
احادیث ضعیفہ غیر موضوعہ ہین جو حضرت کی زیارت کے
باب مین مروی ہین **اقول** عجب لطف ہے کہ جناب مجیب ان

احادیث کو رسالۃ القول المحقق المحکم مین لائق احتجاج نہین
جانتے ہین اور یہان دلیل افضلیت گردانتے ہین اور خود
فرماتے ہین کہ حکم شرعی حدیث ضعیف سے ثابت نہین
ہوتا ہے اور نہین جانتے کہ مندوب جیسے حکم شرعی ہے
ویسی ہی افضل المندوبات کہ ایک قسم مندوب کی ہے
بھی حکم شرعی ہے اور جواہر الاصول کی عبارت مین ذکر جواز
روایت حدیث ضعیف ہے ترغیب مندوب اور ترہیب مکروہ
مین نہ ذکر جواز استدلال کا حدیث ضعیف سے افضل المندوبات
ہونے پر قولہ صفحہ ۸ مین ثانیًا مین نے اپنا ارادہ نسبت
زیارت حرمین شریفین کے ظاہر کیا ہے اور اظہر من الشمس ہے
کہ جو ثواب زیارت حرمین شریفین مین متصور ہے اوسکے
ساتھ عام قبرونکی زیارت کے ثواب کو کیا نسبت کیونکہ
زیارت حرمین شریفین کے ضمن مین تو ثواب حج وغیرہ وطواف

اور صلوۃ فی المسجد الحرام اور صلوۃ فی المسجد النبوی اور زیارت
قبر آنحضرت صلعم و برکات مدینہ وغیرہا سب متصور ہین یہ بات
عام قبرونکی زیارت مین کہان حاصل ہے پس لغویت اس
ارادہ کی کیونکر ثابت ہوئی **اقول** یہ فرمانا جناب مجیب کا
اسکے جواب مین جو مستفسر نے گذارش کیا تھا کہ جب آپکی
دلیل حدیثون مذکورہ بالاسی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مستحب کے ثواب مین مثل عام قبرونکی زیارت مین ٹھہر چکی
تو پھر جو قبر کہ جناب پادری صاحب کے مدرسہ کے احاطے
مین یا اونکے نزدیک ہووے اوسکی زیارت کرکے مستحب کا
ثواب حاصل کر لیجیے بقول اپنے مذکورہ بالا کے یہ لکھنا کہ پھر ارادہ
ہے بالکل لغو ہے انتہی مشعر اسپر ہے کہ اگر ارادہ مجیب صرف
واسطے زیارت قبر آنحضرت صلعم کے ہوتا تو لغویت ارادہ مجیب
کی ثابت ہوسکتی تھی اور ثواب مستحب زیارت قبر آنحضرت صلعم

[illegible] کا حاصل ہونا [illegible] اوس قبر سے جو بادری
صاحب کے مدرسہ کے احاطہ مین ہے یا زیارت اور قبور
سے نزدیک کی ممکن تھا لیکن چونکہ مجیب نے ارادہ زیارت
حرمین شریفین نہ ارادہ صرف زیارت قبر شریف ظاہر کیا ہے
اور زیارت حرمین شریفین کے ضمن مین سوا ے ثواب
اس مستحب کے حصول اور ثوابات کا بھی متصور ہے لہذا
بوجہ اجتماع ان ثوابات کے لغویت اس ارادہ کی ثابت نہین
ہوسکتی ہے اور حسن اس اعتقاد کا مخفی نہین ہے فقط

۱۱ - رجب سنہ ۱۳۰۹ ہجری کو مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا۔